بفیضِ حضور مفتیٔ اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری برکاتی نوری قدس سرہ

الامن والعلی میں واسطہ فی الثبوت متصف کے مقابل سفیرِ محض کے بجائے واسطہ فی الاثبات لانے میں کیا راز ہے؟...... اور واسطہ فی الاثبات واسطہ متصفہ ہے یا غیر متصف؟...... میزان، ملا حسن، قاضی مبارک ومیر قطبی مثل علامہ عماد بن یحییٰ، علامہ سیالکوٹی، علامہ محمد ... کی تحریرات سے اس کا تحقیقی استنباط اور ...

الاعلیٰ ...

برقِ اہلِ سنت

بر

مطالعۂ دیوبندیت

بقلمِ فیض رقم

حضرت علامہ مولانا مفتی شاہ محمد کوثر حسن صاحب قبلہ قادری رضوی

متعنا اللہ تعالیٰ والمسلمین بطولِ بقائہٖ

باہتمام
نوری دار الافتاء
دار العلوم نوری (نوری نگر) ۳۱۹ ... پن ۲۱۲۰۱

شائع کردہ
حضرت قمر رضا فاؤنڈیشن
پتہ: در خواجہ قطب ... پن ۲۳۳۰۰۳

بفیضِ حضور مفتیٔ اعظم حضرت علامہ شاہ **محمد مصطفےٰ رضا** قادری برکاتی نوری قُدِّسَ سِرُّہٗ

الامن والعلیٰ میں واسطہ فی الثبوت متصف کے مقابل سفیرِ محض کے بجائے واسطہ فی الاثبات لانے میں کیاراز ہے؟..... اورواسطہ فی الاثبات واسطۂ متصف ہے یا غیر متصف؟..... محشیانِ ملاحسن وقاضی مبارک ومیر قطبی مثل علامہ عماد بن یحییٰ علامہ سیالکوٹی علامہ محمد یوسف علامہ حافظ دراز اور علامہ عبدالحلیم کی تحریرات سے اس کا تحقیقی استنباط اور بے عدیل کشف نیز فنونِ عقلیہ میں بھی امام اہلسنّت کی اعلیٰ گہری نظر اور دیوبندیہ کے جہل وتعصب کا بیان۔

مسمّٰی بہ

برقِ اہلِ سنّت

بر

جائزۂ دیوبندیت

بقلمِ فیض رقم

فقیہِ عصر حضرت علامہ مولٰنا شاہ **محمد کوثر حسن** صاحب قبلہ قادری رضوی

مَتَّعَنَا اللّٰہُ تَعَالیٰ وَالْمُسْلِمِیْنَ بِطُوْلِ بَقَائِہٖ

باھتمام:

نوری دارالافتاء

دارالعلوم نوری (نوری نگر) ۳۱۹ گدرہوا

بلرامپور یوپی۔ پن ۲۷۱۲۰۱

Mob: 9838599786

شائع کردہ:

حضرت قمر رضا فاؤنڈیشن

پتہ: ۱۰۵ خواجہ قطب بریلی شریف یوپی۔

پن ۲۴۳۰۰۳۔

Mob: 9319787312 8433284878

استفتـــــــــــــــــــــاء

حضراتِ علمائے اہلسنّت نَصَرَهُمُ اللّٰہ تعالیٰ بجاہ حبیبہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم سے معروض کہ دیوبندی مولوی الیاس گھمن نے اپنی ''فرقۂ بریلویت پاک و ہند کا تحقیقی جائزہ'' نامی کتاب میں امام اہلسنّت مجددِ دین وملّت سیدی شاہ احمد رضا رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کی کتابِ مستطاب الامن والعلیٰ [ص۱۵] کی عبارت

'' نسبت واسناد دو قسم ہے ...... [تا] ..... جیسے واسطہ فی الثبوت میں ''

پیش کر کے لکھا ہے کہ

مولانا احمد رضا خان نے یہاں واسطہ فی الاثبات کی اصطلاح غلط استعمال کی ہے۔	[ص۵۷]
آپ واسطہ فی الثبوت غیر سفیرِ محض اور واسطہ فی الاثبات میں فرق نہ کر سکے۔	[ص۵۹]

''جائزہ'' کے متعلقہ صفحات ۵۶ ، ۵۷ ، ۵۸ ، ۵۹ حاضر ہیں۔

اس الزام کی حقیقت کیا ہے؟...... واضح فرما کر عند اللّٰہ ماجور ہوں۔

فقط

محمد شہزاد قادری رضوی

۳۳۴ حضرت نظام الدین اسٹریٹ مدینہ نگر آزادنگر اندور (ایم۔پی)

۱۳/ربیع النور ۱۴۴۲ھ روزِ شنبہ ۳۱/ ۱۱/ ۲۰۲۰ء

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی ونسلم علی رسولہ المختار وعلیٰ آلہٖ واصحابہ الاطہار

الامن والعلیٰ میں امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے فرمایا

_'' نسبت و اسناد دو قسم ہے۔

حقیقی کہ مسندالیہ حقیقۃً اُس سے متصف ہو۔

اور **مجازی** کہ کسی علاقہ سے غیرمتصف کی طرف نسبت کردیں ، جیسے نہر کو جاری یا جالسِ سفینہ کو متحرک کہتے ہیں ، حالانکہ حقیقۃً آب وکشتی جاری ومتحرک ہیں۔

پھر **حقیقی** بھی دو قسم ہے۔

ذاتی کہ خود اپنی ذات سے بے عطائے غیر ہو۔

اور **عطائی** کہ دوسرے نے اسے حقیقۃً متصف کردیا ہو ، خواہ وہ دوسرا خود بھی اُس وصف سے متصف ہو ، جیسے واسطہ فی الثبوت میں ، یا نہیں ، جیسے واسطہ فی الاثبات میں۔ ''_

[الامن والعلیٰ ص۵۸ ، فتاوی مترجم ۳۷۴/۳۰]

— شرحِ اولین —

نسبتِ حقیقی عطائی کیا ہے؟...... ...... '' ایسے وصف کی کسی کی طرف نسبت کرنا جس وصف سے دوسرے نے اسے حقیقۃً متصف کردیا ''...... اس کی دو صورتیں ہیں

[ا] **پہلی صورت**:۔ عطاء کرنے والا خود بھی اس وصف سے متصف ہو۔

جیسے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف ...... **وصفِ دافع البلاء** ...... کی نسبت کرنا۔ یعنی یہ ماننا یا مان کر یہ کہنا کہ ...... '' حضور دافع البلاء ہیں ''...... اس معنی میں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو حقیقۃً اس وصف سے متصف کیا اور یہ طاقت وقدرت عطاء فرمائی کہ حضور ہم غلاموں سے بلاء دور فرماتے ہیں۔

اور یہ **وصف** اللہ تعالیٰ کا بھی ہے جو کہ ذاتی ہے۔

اور **جیسے** حضور عالِمِ ما کان و ما یکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے خاص غلاموں کو علم عطاء فرمایا اور علومِ ظاہری و باطنی کا عالم بنادیا ، اورخود بھی وصفِ علم سے متصف ہیں۔ تو

'' دوسرے نے اسے حقیقۃً متصف کردیا ''

اس میں ''**دوسرے**'' سے عام مراد ہے ، کیونکہ یہ متصف کرنا اللہ پاک کی طرف سے بھی ہوتا ہے اپنے بندوں کو۔ اور محبوبانِ خدا کی طرف سے بھی ہوتا ہے اپنے غلاموں کو۔

'' جیسے واسطہ فی الثبوت میں ''

مثلاً ہاتھ (واسطہ) نے چابی کو (ذوالواسطہ) حرکت (صفت) سے حقیقۃً متصف کردیا اور ہاتھ خود بھی حرکت سے متصف ہے۔

انتباہ:- یہ مثال ہے سمجھانے کے لیے۔ ولہذا یہ **نہیں** فرمایا کہ

...... دوسرا خود بھی متصف ہو جیسے واسطہ فی الثبوت ....

بلکہ یہ فرمایا ہے

'' جیسے واسطہ فی الثبوت **میں** ''

یعنی جیسے واسطہ فی الثبوت میں واسطہ اورکو متصف بنانے کے ساتھ ساتھ خود بھی متصف ہوتا ہے یونہی سمجھو کہ اللہ تعالیٰ خود متصف ہے اور بندوں کو متصف فرماتا ہے۔

تو عبارتِ الامن والعلیٰ میں بارگاہِ الٰہی کا ادب ہے کہ اُس بے نیاز پر واسطہ کے اطلاق کا شائبہ بھی نہیں۔

فرق یہ ہے کہ مثال پر تعریف محمول ہوتی ہے جیسے اسم کی تعریف کر کے کہیں جیسے زید تو زید پر تعریفِ اسم محمول ہوگی اور لفظِ اسم کا اطلاق لائے گی۔

یونہی ...... جیسے واسطہ فی الثبوت ...... کہنے سے واسطہ فی الثبوت پر یہ محمول ہوتا کہ واسطہ فی الثبوت وہ دوسرا ہے جو اورکو حقیقۃً متصف کردے اورخود بھی متصف ہو۔ اور ''**دوسرا**'' میں عموم ہے جیسا کہ اوپر گذرا تو لفظِ ''**دوسرا**'' اپنے معنیٰ مرادِ اعلیٰ یعنی ذاتِ باری تعالیٰ کے ساتھ بھی واسطہ فی الثبوت پر محمول ہوتا اوراس سے بارگاہِ عزت میں واسطہ فی الثبوت کے اطلاق کی طرف ذہن جاتا ، حالانکہ یہ اطلاق معیوب ہے۔

لیکن اسم کی تعریف کر کے کہیں ــ جیسے شجر و حجر وغیرہ اعیانِ جواہر **میں** ہے کہ وہ بغیر دوسرے کے سہارے قائم ہوتے ہیں ــ تو اس کا مطلب ہوگا کہ یہ نظیر ہے ، یا مثال ہے تو برائے تفہیم۔ بہرحال مقصود یہ بتانا ہے کہ یونہی سمجھو کہ معانی میں بعض معانی وہ ہیں جو بغیر دوسرے کے سہارے ذہن میں آجاتے ہیں اور ذہن انہیں سمجھ لیتا ہے ، اوراسم ایسا ہی معنی رکھتا ہے۔ یہ نہیں کہ شجر و حجر وغیرہ اعیانِ جواہر

یعنی جو خارج عن المشاعر موجود ہیں وہ اسم ہیں۔

یونہی یہاں فرمایا ــ" جیسے واسطہ فی الثبوت **میں** "ــ یعنی جیسے واسطہ فی الثبوت میں واسطہ اورکو متصف کرنے کے ساتھ ساتھ خود بھی متصف ہوتا ہے یونہی سمجھو کہ اللہ تعالیٰ خود متصف ہے اور بندوں کو متصف فرماتا ہے۔ **یہ نہیں** کہ وہ واسطہ ہے۔ تو اس میں **اللہ** رب العزت پر **واسطہ** کا **اطلاق نہیں** ہوا۔

وجہِ اجتناب از اطلاق

فلسفی واسطہ کو علت کے معنی میں بولتے ہیں۔ علامہ سیالکوٹی نے میر قطبی پر اپنے حاشیہ میں کہا

واعلم ان معنى كون الشئ واسطة لثبوت وصف لامر ان يكون ذلك الشئ علة لثبوت ذلك الوصف لذلك الامر. [ص۱۱۴]	دیکھو! ...... ایک چیز کے لیے کوئی صفت ہونے میں دوسری چیز واسطہ ہو ...... اس کا معنی یہ ہے کہ وہ دوسری چیز اُس شئ کے لیے وہ وصف ہونے کی علت ہو۔

یہ علت بمعنی سبب تو بارگاہِ عزت میں صادق ہے کہ وہ مُسَبِّبُ الْاَسْباب و منتہائے سبب ہے **مگر واسطہ** کا **معنیٔ متبادر** ہے : دو چیزوں کے بیچ جو سبب ہو۔ اور **یہ معنی وہاں محال** ہے۔

ــ" اللہ عَزَّ وَجَلَّ وسیلہ وتوسل و **توسط** بننے سے پاک ہے اس سے اوپر کون ہے کہ یہ اس کی طرف وسیلہ ہوگا اور اس کے سوا حقیقی حاجت روا کون ہے کہ یہ بیچ میں واسطہ بنے گا؟ ...... "ــ [فتاوی رضویہ مترجم ۳۰۴/۲۱]

تو واسطہ اگر بمعنی علت لیں تو بھی معنیٔ متبادر کا ایہام رہے گا اور معنیٔ متبادر وہاں محال ہے اور **ایہام المعنى المحال كاف للمنع.** [رد المحتار ۲۸۱/۵ ، فتاوی رضویہ ۲۰۷/۶ ، مترجم ۳۰۱/۱۵] لہذا واسطہ کا وہاں اطلاق معیوب ہے۔

[۲] **دوسری صورت**:- دوسرا جس نے متصف کیا وہ خود اس وصف سے متصف نہ ہو۔

جیسے وہ ضعفاء جن کو حدیث شریف میں فرمایا کہ ...... " اُن کے سبب اوروں کو رزق ملتا ہے "...... تو وہ سبب وواسطۂ غیر متصف ہوئے ، یعنی ایسا نہیں کہ اُن ضعفاء نے اللہ کی طرف سے رزق پا کر اپنے تندرستوں کو پہنچایا۔ مگر تندرستوں کو ملا انہی کے سبب ہے ، تو اس سببیت کے علاقہ سے یہ کہنا کہ ...... ضعفاء نے رزق پایا اور تندرستوں کو دیا ...... یہ نسبت مجازی ہوگی۔ جبکہ جنہیں ان ضعفاء کے سبب رزق ملا وہ اولاً ہی رزق پانے سے حقیقۃً متصف ہوئے ، لہذا ان کی طرف رزق پانے کی نسبت حقیقی عطائی ہوئی۔

" جیسے واسطہ فی الاثبات میں "

یعنی جیسے واسطہ فی الاثبات [مثلاً حدِّ اوسط] میں واسطہ خود علمِ نتیجہ سے متصف اور علمِ نتیجہ کا عالم نہیں ہوتا ۔ کیونکہ وہ ایک معنی ہے جو وجودِ علمی رکھتا ہے مگر عالم ہونے کے قابل نہیں۔ اور اس کے باوجود اپنے ناظر صاحبِ فکر کو علمِ نتیجہ سے متصف کر دیتا اور علمِ نتیجہ کا عالم بنا دیتا ہے۔

یونہی سمجھو! کہ مثال کے طور پر ضعفاء تندرستوں کے لیے ثبوتِ صفتِ رزق ...... یعنی روزی پانے کے وصف سے متصف ہونے ...... کا واسطہ فی الثبوت ہیں اور خود ان کے لیے ثبوتِ رزق کی صفت نہیں یعنی یہ نہیں کہ وہ خود رزق پا کر اوروں کو پہنچاتے ہیں۔

— بقیہ تفصیل —

واسطۂ متصف

" نسبتِ حقیقی عطائی کہ دوسرے نے اسے حقیقۃً متصف کر دیا ہو "

جیسے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی عطاء سے اُس کے محبوب ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں گناہوں سے پاک کرنے اور ستھرا بنانے کی صفت رکھتے ہیں۔ تو **حضور واسطۂ متصف** ہیں۔ قرآنِ کریم فرماتا ہے

هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ وَّآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ.

[پ ۲۸ ایت ۲ الجمعة]

اللہ ہے جس نے بھیجا ان پڑھوں میں ایک رسول اُنہیں میں سے کہ اُن پر آیاتِ الٰہیہ پڑھتا اور اُنہیں ستھرا کرتا اور اُنہیں کتاب و حقائق کا علم بخشتا ہے اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے نیز پاک کرے گا اور علم عطاء فرمائے گا اُن کی جنس کے اور لوگوں کو جواب تک اُن سے نہیں ملے اور وہی غالب حکمت والا ہے یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہے عطاء فرمائے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

الحمد لِلّٰہ اس آیتِ کریمہ نے بیان فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عطاء فرمانا گناہوں سے پاک کرنا ستھرا بنانا صرف صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے خاص نہیں ، بلکہ قیامِ قیامت تک تمام امتِ مرحومہ حضور کی ان نعمتوں سے محظوظ [ہے یعنی حصہ پانے والی] اور حضور کی نظرِ رحمت سے ملحوظ [یعنی نظرِ رحمت کی توجہ میں] ہے۔ والحمد لِلّٰہ رب العالمین.

بیضاوی شریف میں ہے

هم الذين جاء وا بعد الصحابة الی یوم الدین. : یہ دوسرے ...... جنہیں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علم دیتے اور خرابیوں سے پاک کرتے ہیں ...... تمام مسلمان ہیں کہ صحابۂ کرام کے بعد قیامت تک ہوں گے۔

معالم شریف میں ہے

قال ابن زید : ھم جمیع من دخل فی الاسلام بعد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی یوم القیامۃ. وھی روایۃ ابن ابی نجیح عن مجاھد.

امام ابنِ زید نے فرمایا : یہ دوسرے لوگ تمام اہلِ اسلام ہیں کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک اسلام میں داخل ہوں گے۔ اور یہی معنی امام مجاھد شاگردِ حضرتِ عبد اللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے ابنِ ابی نجیح نے روایت کیے۔

الحمد لِلّٰہ قرآنِ عظیم کو حضور پرنور سیدِ عالَم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ان تعریفوں کا اس قدر اہتمام ہے کہ چارجگہ یہ اوصاف بیان فرمائے ، دوجگہ سورۂ بقرہ تیسرے آلِ عمران چوتھے سورۂ جمعہ۔ اوراس آخر میں تو وہ جاں فزا کلمے ارشاد ہوئے جنہوں نے ہم خُفتہ بختوں کی تقدیر جگادی ، اور بیمار دلوں پر بجلی گرادی۔ والحمد لِلّٰہ رب العلمین. [الامن والعلیٰ ص۸۲ ، ۸۳ ، فتاوی مترجم ۳۰/۴۱۱ ، ۴۱۲]

عطاء فرمانے والا بھی متصف

۔" خواہ وہ دوسرا بھی اُس وصف سے متصف ہو "۔

آیتِ کریمۂ بالا نے ثابت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو ہمیں گناہوں سے پاک کرنے والا بنایا اور اس صفت سے حقیقۃً متصف کیا۔ اور وہ متصف کرنے والا ہمارا پاک بے نیاز مہربان رب اُس کی بھی یہ صفت ہے کہ گناہوں سے اپنے بندوں کو پاک ستھرا کرتا ہے ، اوراُس کی یہ صفت ذاتی ہے۔

تو واسطہ یعنی ہمارے آقا اس وصف سے بعطائے خدا متصف ہیں۔ اور دوسرا جس نے **عطاء** فرمایا متصف کیا وہ **ہمارارب** ہے ، وہ اس وصف سے ذاتی طور پر **متصف** ہے۔

جَلَّ وَعَلا وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

اور جیسے

۔" طبرانی معجم کبیر میں بسندِ حسن سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے راوی

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امر الشمس فتأخرت ساعۃ من النھار.

سیدِ عالَم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آفتاب کو حکم دیا کہ کچھ دیر چلنے سے باز رہ فوراً ٹھہرا گیا۔

الحمد لِلّٰہ اسے خلافتِ رب العزت کہتے ہیں کہ ملکوت السمٰوات والارض میں **اُن کا حکم**

جاری ہے تمام مخلوقِ الٰہی کو اُن کے لیے حکمِ اطاعت وفرمانبرداری ہے۔ ‘‘ـــ مختصراً

[الامن والعلیٰ ص۱۴۰ ، ۱۴۱ ، فتاوی مترجم ۴۸۵/۳۰]

اور جس نے یہ حکومت **عطاء** کی اور اس صفتِ حکومت سے حضور کو حقیقۃً متصف کیا وہ **بے نیاز** اس **صفت** سے ذاتی طور پر **متصف** ہے۔

ـــ’’ جیسے واسطہ فی الثبوت میں ‘‘ـــ

یعنی **جیسے** واسطہ فی الثبوت میں واسطہ ذوالواسطہ کو حقیقۃً متصف کردیتا اور خود بھی متصف ہوتا ہے۔
مثلاً ہاتھ قلم کی حرکت کے لیے واسطہ فی الثبوت ہے ، ہاتھ [واسطہ] نے قلم [ذوالواسطہ] کو حرکت [صفت] سے حقیقۃً متصف کردیا ، اور خود بھی حرکت سے متصف ہے۔

اور جیسے آدمی نے چابی میں حرکت آنے کے لیے ہاتھ کو واسطہ بنایا تو ہاتھ نے چابی کو حرکت کی صفت سے حقیقۃً متصف کردیا اور چابی میں حرکت پیدا کردی ، اور ہاتھ خود بھی حرکت سے متصف ہے۔

یونہی یہ سمجھو! اللہ رب العزت نے اپنی عطاء سے اپنے نیک بندوں کو دافع البلاء کیا اور اُنہیں بلاء دور کرنے کی طاقت وصفت سے حقیقۃً متصف فرمایا ، اور خود بھی اس طاقت وصفت سے ذاتی طور پر متصف ہے۔

مگر یہ نہیں کہ اُسے واسطہ کہو ، نہیں۔ کیونکہ واسطہ اپنے معنیٰ متبادر سے وہاں محال ہے۔
چنانچہ فرمایا ہے

> ـــ’’ اللہ عَزَّ وَجَلَّ وسیلہ وتوسل وتوسط بننے سے پاک ہے۔ اس سے اوپر کون ہے کہ یہ اس کی طرف وسیلہ ہوگا؟...... اور اس کے سوا حقیقی حاجت روا کون ہے کہ یہ بیچ میں واسطہ بنے گا؟...... ‘‘ـــ [فتاوی رضویہ مترجم ۳۰۴/۲۱]

لہذا یہ جو فرمایا

ـــ’’ جیسے واسطہ فی الثبوت میں ‘‘ـــ

یہ **مثال ہے** عطاء کنندہ کے متصف بہ وصف ہونے کو سمجھانے کے لیے۔

یعنی یہ **سمجھانے** کے لیے کہ واسطہ فی الثبوت میں واسطہ وذوالواسطہ [مثلاً ہاتھ اور چابی] دونوں کو وصف ـــ سے متصف دیکھتے ہو اس سے سمجھو کہ اللہ وصفِ دافع البلاء سے خود بھی متصف ہے اور اپنی عطاء سے

ـــ واسطہ فی الثبوت میں **ثبوت** سے **مراد ثبوتِ صفت** ہے۔ ملا حسن میں تھا ......’’ منفصلات اپنے وجود وتحقق میں مستقل ہیں ، یعنی ایک دوسرے کے ایسے تابع نہیں کہ ایک کا دوسرے کے لیے واسطہ فی العروض ہونا لازم آئے اگرچہ واسطہ فی الثبوت کے معنی میں تابع ہوسکتے ہیں ‘‘......

←

اپنے پیارے کوبھی وصفِ دافع البلاء وغیرہ سے حقیقۃً متصف فرمایا ہے۔

باقی **یہ نہیں** کہ وہ واسطہ ہے اور محبوبانِ خدا ذوالواسطہ۔ **ہاں** محبوبانِ خدا عام بندوں کے لیے اپنے رب کی نعمت پانے اور مرض و بلاء دور ہونے کا واسطہ ہیں واسطہ فی الثبوت ، کہ نعمتِ نجات وشفاء خود بھی رکھتے ہیں اور عام بندوں کو پہنچاتے اور اُن سے بلاء دفع فرماتے ہیں۔

—" مسلمان [انہیں] **واسطۂ** وصول وفیض و **ذریعۂ** و وسیلۂ قضائے حاجات جانتے ہیں۔ اور یہ قطعاً حق ہے۔ "— [فتاوی رضویہ مترجم ۲۱/۳۰۳]

اعــــلام:- واسطہ فی الثبوت اگرچہ علی الاطلاق ایسا نہیں کہ خود بھی متصف ہو ، سفیرِ محض بھی ہوتا ہے ، جوکہ متصف نہیں ہوتا مگر یہ مثالِ تفہیم اس لحاظ سے ہے کہ فی الجملہ متصف ہوتا ہے۔

افادہ

یا رسول اللہ کرم کیجیے خدا کے واسطے

یہ خدائے تعالیٰ کو واسطہ بنانا نہیں ہے بلکہ اللہ کی تعظیم اللہ کی محبت جو حضورِ اقدس صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم

←── اس پر حاشیہ میں ہے

بان یکون ثبوت الصفة وهو التحقق والوجود للواسطة اولا و بالذات ولذی الواسطة بالعرض کما هو شان الواسطة فی العروض کالسفینة فانها واسطة لثبوت الحرکة لجالسها وهی عارضة لها وانما تنسب الی الجالس مجازا للمقارنة.

الواسطة فی الثبوت لها قسمین الاول واسطة تکون سفیرا محضا فی ثبوت الصفة لذیها کالصَبّاغ فی صَبْغ الثوب والثانی واسطة تکون متصفا بالصفة اولا وبسببها یتصف بها ذوها ایضا کالید یتحرک اولا ثم یتحرک به مفتاح یکون فیه. مختصراً

[حاشیہ علامہ عبد الحلیم بر ملا حسن ص۱۹]

یعنی یوں تابع نہیں کہ وجود وتحقق کی **صفت** کا **ثبوت** اولاً و بالذات واسطہ کے لیے ہو ، اور ذوالواسطہ کے لیے بالعرض ہو۔ جیسا کہ واسطہ فی العروض کی یہی شان ہے۔ چنانچہ کشتی واسطہ فی العروض ہے اس کے واسطہ سے کشتی سوار کے لیے **چلنے** کی **صفت ثابت** ہوتی ہے جبکہ حقیقۃً چلنے کی صفت کشتی کو عارض ہے کشتی سوار کشتی کے ساتھ ہے اس معیت سے اُسے مجازاً چل رہا کہہ دیتے ہیں۔

واسطہ فی الثبوت کی دو قسمیں ہیں۔ [۱] وہ واسطہ جو ذوالواسطہ کے لیے کوئی **صفت ثابت ہونے** میں سفیرِ محض ہو۔ جیسے کپڑے (ذوالواسطہ) کو رنگ (صفت) دار بنانے میں رنگریز (واسطہ)۔ [۲] دوسرا وہ واسطہ جو صفت سے اول خود متصف ہو اور اس کے ذریعہ ذوالواسطہ اس **صفت** سے **متصف** ہو۔ جیسے اول ہاتھ (واسطہ) میں حرکت (صفت) ہوتی ہے پھر ہاتھ میں موجود چابی (ذوالواسطہ) میں حرکت (صفت) ہوتی ہے۔ ۱۲منہ

کے قلبِ انور میں ہے جس سے بڑھ کر کسی مخلوق کے قلب میں نہیں اُس محبت و تعظیمِ الٰہی کو جو کہ وصفِ حضور ہے واسطہ بنانا ہے۔ یعنی یارسول اللہ جس محبت و تعظیمِ الٰہی جَلَّ وَعَلَا کے انوار سے قلبِ حضور منور ہے اور جو ساری مخلوق سے بڑھ کر حضور کا وصفِ انور ہے اُس وصفِ حضور کو بارگاہِ حضور میں ہم شفیع لاتے ہیں کہ ہم غلاموں پر کرم کیجیے۔ جیسے وصفِ الٰہی کو بارگاہِ الٰہی سُبحَانَہٗ میں شفیع لانا کہ

اپنی ستاری کا یارب واسطہ ہوں نہ رسوا برسرِ دربار ہم

اور اوصافِ حمیدہ کو واسطہ بنانا بے شک جائز ہے۔ قرآنِ عظیم میں ہے

وَاسۡتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوۃِ ؕ [پ ۱ ایت ۴۵ البقرۃ] اور استعانت کرو صبر و نماز سے

یہ صبر و نماز کو واسطہ ووسیلہ بنانا ہے اور صبر و نماز بندے کا وصف ہیں ، اچھا وصف جو کہ بارگاہِ الٰہی جَلَّ وَعَلَا میں مقبول ہیں۔ اور اسی معنی میں ہے سائل وغیرہ کا یہ کہنا کہ اللہ کے واسطے کچھ دو یعنی اللہ پر ایمان اللہ کی تعظیم اللہ کی محبت جو دل میں رکھتے ہو جو تمہارا وصف ہے جس سے تم منور ہو اسے واسطہ کرکے تم سے سوال ہے۔

واسطۂ غیر متصف

—" نسبت مجازی کہ کسی علاقہ سے غیر متصف کی طرف نسبت کردیں "—

جیسے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ھل تُنصرون و تُرزقون الا بضعفائکم . البخاری کیا تمہیں مدد ورزق کسی اور کے سبب بھی ملتا ہے

عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ. سوا اپنے ضعیفوں کے۔

یہاں **یہ بیان نہیں ہے** کہ ضعیفوں کو اللہ تعالیٰ نے مدد ورزق اوروں تک پہنچانے کا منصب دیا اور اس صفت سے اُنہیں متصف کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے عطاء کردہ منصب وصفت سے اُسی کے اذن اور اُسی کی مرضی سے اُس کی عطاء فرمودہ مدد وروزی اوروں کو پہنچائیں۔

بلکہ **یہ بیان ہے** کہ ضعیف مسلمانوں کے سبب اوروں کو رزق ملتا ہے اور مدد پہنچتی ہے۔

اب یہاں یہ نسبت کرنا اور یوں کہنا کہ

ضعیف مسلمانوں نے اوروں کو رزق دیا اور مدد پہنچائی

یہ نسبتِ مجازی ہے ، کیونکہ حدیثِ بالا میں جن ضعفاء کا بیان ہے اُن کے بارے میں یہ نہیں ہے کہ حقیقۃً وہ رزق دینے اور مدد پہنچانے کے وصف سے متصف ہیں۔ بلکہ یہ بیان ہے کہ اوروں کو مدد ورزق ملنے کا وہ سبب ہیں۔ تو اس سببیت کے علاقہ سے اُنہیں مدد ورزق پہنچانے والا کہنا مجاز ہوگا۔ اور حقیقت میں وہ ضعفاء

واسطۂ غیر متصف ہوئے۔

۔'' جیسے واسطہ فی الاثبات میں ''۔

یعنی جیسے واسطہ فی الاثبات میں واسطہ ...... جو کہ حدِ اوسط ہوتا ہے ...... اپنے نظر وفکر کرنے والے کو علمِ نتیجہ سے متصف کردیتا ہے ، اورخود علمِ نتیجہ سے متصف نہیں ہوتا۔

تو واسطہ فی الاثبات لامَحالہ واسطۂ غیر متصف ہے۔

یونہی وہ بندگانِ خدا جن کے سبب اوروں کو خیر ونعمت وراحت ومسرت ملتی ہے وہ اگر اُنہیں عطاء فرما کر ان کے ہاتھوں اُن کے توسط سے اوروں کو نہ ملی تو وہ بندگانِ خدا اگرچہ واسطہ فی الثبوت ہیں کہ اُن کے سبب اوروں کو ملتا ہے مگر واسطۂ غیر متصف ہیں۔

جیسے واسطہ فی الاثبات میں واسطہ واسطۂ غیر متصف ہوتا ہے۔

وہ کیسے؟...... یوں کہ

واسطہ فی الاثبات کیا ہے؟...... وہ علم کا ذریعہ ہے۔

یعنی ''**اثبات**'' کا معنی ہے : **علم** و اذعان و حکم و تصدیق۔

علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی نے اپنے حاشیہ بر میر قطبی میں اس کی تصریح فرمائی کہ

الواسطه فی الاثبات ای العلم بالثبوت. | واسطہ فی الاثبات یعنی واسطہ فی العلم بالثبوت۔

اور ثبوت کا معنی ہے : کسی شئ کے لیے کسی صفت کا ثبوت۔ جیسا کہ حاشیہ مولینا عبدالحلیم بر ملا حسن سے حاشیۂ سابق میں گذرا۔ نیز علامہ سیالکوٹی کے حاشیہ میں آگے ہے

معنی کون الشئ واسطة لثبوت وصف لامر ان یکون ذلک الشئ علة لثبوت ذلک الوصف لذلک الامر. [ص۱۱۴]	...... ایک چیز کے لیے کوئی صفت ہونے میں دوسری چیز واسطہ ہو ...... اس کا معنی یہ ہے کہ وہ دوسری چیز اُس شئ کے لیے وہ صفت ہونے کی علت ہو۔

تو واسطه فی العلم بالثبوت کا معنی ہوا : کسی چیز کے لیے کوئی صفت ہونے کے **علم** کا واسطہ۔

جیسے عالَم کے لیے حدوث کی صفت ہونے کے علم کا واسطہ۔ اور وہ واسطہ مُتَغَیِّر ہے جو کہ حدِّ اوسط ہے۔

تو واسطہ فی الاثبات واسطۂ علمِ ثبوت ہے ، واسطۂ ثبوت **نہیں**۔

بلکہ حاشیہ علامہ یوسف علی الملاحسن [ص۲۲۵] میں ہے کہ واسطہ فی الاثبات کا مزید نام ہی ہے واسطہ فی العلم۔ فرماتے ہیں

ـــــ حاشیہ مولانا حافظ دراز بر قاضی مبارک [ص۹۱] میں فلاسفہ سے ہے: الواسطة فی الاثبات وهو الحد الاوسط. ۱۲منہ

الواسطة قد تكون علة للحکم والتصدیق کالحد الاوسط فی القیاس ویسمّٰی **بالواسطة** فی الاثبات او فی التصدیق او **فی العلم**.

واسطہ کبھی حکم وتصدیق کی علت ہوتا ہے جیسے قیاس میں حدِ اوسط۔ اس واسطہ کا نام ہے **واسطہ فی الاثبات** یا واسطہ فی التصدیق یا **واسطہ فی العلم**۔

اثبات کس کا؟...... یعنی علم کس کا؟......

اُس کا جس کی تصدیق ہوتی ہے اور جو تصدیق کا متعلّق ہے ، اور وہ نہیں ہے مگر نسبت۔ ولہذا حضرت علامہ مفتی سید افضل حسین صاحب قبلہ تلمیذ و مرید و خلیفۂ شاہزادۂ امام سیدی شاہ مصطفٰے رضا رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہم نے بدایة الحکمة میں فرمایا

"واسطہ فی الاثبات اُس واسطہ کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ سے کسی نسبت کا **علم** وتصدیق حاصل ہو۔ جیسے مُتَغَیِّر کہ وہ حدوثِ عالَم کا **علم** وتصدیق حاصل ہونے کا ذریعہ ہے۔" [بدایة الحکمة ص۸]

حدوثِ عالَم کیا ہے؟......

العالم متغیر و کل متغیر حادث کا نتیجہ[1] ہے۔

تو **نسبتِ نتیجہ** کے **علم** کا **ذریعہ واسطہ فی الاثبات** ہے۔

جیسے مُتَغَیِّر حدِّ اوسط ہے واسطہ فی الاثبات ہے یہ اپنے **ترتیبِ قیاس دہندہ** کو حدوثِ عالَم کے **علم** و تصدیق سے **متصف کردیتا** اور اُسے عالَم کے حادث ہونے سے واقف بنا دیتا ہے مگر خود اس علم سے متصف اور حدوثِ عالَم سے واقف نہیں ہوتا۔

خلاصہ یہ کہ **واسطہ فی الاثبات اور** کو **عالم بنادیتا** ہے **خود عالم نہیں** ہوتا۔

کیونکہ وہ ایک معنی ہے ، امرِ معنوی ہے ، جو وجودِ علمی اگرچہ رکھتا ہے ، مگر اس قابل نہیں کہ خود بھی عالم ہوسکے۔

تو آنکھ والوں کے لیے صاف **واضح** ہے کہ واسطہ فی الاثبات **واسطۂ غیر متصف** ہے ، وہ خود علم واذعان و تصدیق کی صفت نہیں رکھتا مگر اور کو عالم بنادیتا اور اذعان وتصدیق کی صفت سے متصف کردیتا ہے۔

وہ " **اور** " کون؟......

وہ جس نے اسے واسطہ بنایا ذریعہ کیا یعنی ترتیبِ قیاس دہندہ۔

یونہی وہ بندگانِ خدا جنہیں منصبِ تقسیمِ عطاء بردیگراں نہیں لیکن عطائے الٰہی بردیگراں اُن کے

---

[1] العالَم مُتَغَیِّر: عالَم ایک حال پر نہیں رہتا بلکہ بدلتا ہے۔ و کل مُتَغَیِّر حادِث: اور جو بھی بدلے وہ حادث ہے کہ پہلے نہیں تھا پھر ہوا۔ فالعالَم حادِث: نتیجۂ معلوم ہوا کہ عالَم حادث ہے۔ ۱۲ منہ غُفِرَ لَهٗ

سبب ہوتی ہے وہ واسطہ فی الاثبات اگرچہ نہیں بلکہ واسطہ فی الثبوت ہیں ، مگر واسطہ فی الاثبات کی طرح غیر متصف ضرور ہیں۔ تو

ـ" جیسے واسطہ فی الاثبات میں "ـ

یہ **نظیر** ہے مثال نہیں ، اور برمحل ہے اس میں کوئی قدح نہیں۔

ــــ ردِّ اعدائے دین ــــ

بلکہ اللہ ورسول جَلَّ جَلَالُہٗ وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے فضل وکرم سے صاف عیاں ہے کہ امام اہلسنّت مجدد دین وملت درقرنِ رابع عشر سیدی شاہ احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمانا

ـ" جیسے واسطہ فی الاثبات میں "ـ

یہ اُس امامِ مُؤَیَّد مِنَ اللّٰہ کی بے مثال باریک بینی بلند نظری اور علومِ شرعیہ کے ساتھ ساتھ فنونِ عقلیہ میں بھی آپ کے تفوق وبرتری کی خبر دیتا ہے۔ مگر

دکھتی ہوئی آنکھوں کو برا لگتا ہے سورج　　بیمار زبانوں کو برا لگتا ہے پانی

فنونِ عقلیہ کی بے ثبات موشگافیوں کے زیرِ اثر اگر بعض ذہن کچھ طبع آزمائی کر گئے تو دل کے اندھے وہابیہ دیوبندیہ اپنی طبعِ عوج پسند سے اُس کے پیچھے ہولیے۔

دل کے اندھے کہتے ہیں اور اُس امامِ مُؤَیَّد مِنَ اللّٰہ پر تہمت رکھتے ہیں کہ

> آپ واسطہ فی الثبوت غیر سفیرِ محض اور واسطہ فی الاثبات میں فرق نہ کر سکے۔

["فرقۂ بریلویت پاک وہند کا تحقیقی جائزہ" ص ۵۹]

حالانکہ ان دل کے اندھوں کو خود اس فرق کی تمیز نہیں ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں

> واسطہ: موصوف اور صفت کے درمیان ایک علاقہ ہے جیسے العالم حادث لانہ متغیر اس میں عالم ذات ہے اور حادث اُس کی صفت عالم تغیر کے واسطہ سے حادث ہے اس میں واسطہ متغیر اور ذوالواسطہ العالم دونوں صفت کے ساتھ متصف ہیں عالم اور متغیر ہر دو حدوث کے ساتھ متصف ہیں اور حادث ہیں متغیر براہِ راست حدوث سے متصف ہے اور عالم بالواسطہ یہ مثال واسطہ فی الاثبات ہے۔

[ایضاً ص ۵۷]

دیکھو! **واسطہ فی الاثبات** میں **عالَم** کو **ذوالواسطہ** ٹھہرا کر ذوالواسطہ اور واسطہ دونوں کو متصف بہ وصف کہا۔ اور یہ اتصاف حقیقی ہی ہے ، یعنی ایسا نہیں کہ عالَم یا مُتَغَیِّر میں سے کوئی حقیقۃً حدوث سے متصف نہ ہو بلکہ

مجازاً متصف کہہ دیا گیا ہو ، ہرگز نہیں۔

پھر واسطہ فی الثبوت میں کہا

واسطہ فی الثبوت: اس کی دو قسمیں ہیں واسطہ فی الثبوت غیر سفیرِ محض اس میں واسطہ اور ذوالواسطہ دونوں صفت سے حقیقۃً متصف ہوتے ہیں۔

[ایضاً ص ۵۸]

دیکھو! جب **واسطہ فی الثبوت غیر سفیرِ محض** میں واسطہ اور ذوالواسطہ دونوں صفت سے حقیقۃً متصف۔ اور یہی واسطہ فی الاثبات میں بھی کہا کہ

واسطہ متغیر اور ذوالواسطہ عالم ہر دو حدوث کے ساتھ متصف

تو واسطہ فی الثبوت اور واسطہ فی الاثبات میں فرق کیا رکھا؟...... کچھ نہیں۔ تو دل کے اندھے خود ہی واسطہ فی الثبوت اور واسطہ فی الاثبات میں فرق کی تمیز نہیں رکھتے اور اپنی یہ سیاہیِ جہل اپنی حماقت سے امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ پر تھوپنا چاہتے ہیں۔

ارے امام اہلسنّت نے تو ان دو میں وہ فرق سمجھا ہے جس تک بہت فلسفہ پڑھنے پڑھانے والے مشاق اذہان نے رسائی نہ پائی ، یہ دل کے اندھے کس گنتی شمار میں ہیں؟...... ان کا تو یہ عالم ہے کہ واسطہ فی الاثبات میں ذوالواسطہ کیا ہے؟...... اس کی نہ صرف یہ کہ انہیں خبر نہیں بلکہ اس کی تعیین میں یہ جہلِ مرکب میں گرفتار ہیں۔ اسیرانِ کفر کی غلامی ان کی آنکھوں کے گھٹاٹوپ کے لیے کیا کچھ کم تھی؟...... کہ طبع آزمائیِ فلسفیانہ کی بھی اوڑھ لی؟......

یہ اندھے کیا جانیں؟...... کہ **العالم متغیر و کل متغیر حادث** میں **اگر** عالَم ذوالواسطہ ہوگا تو واسطہ فی الثبوت سے ذوالواسطہ ہوگا ، واسطہ فی الاثبات سے نہیں۔ یعنی عالَم کے لیے صفتِ حدوث ہونے کا سبب **اگر بالفرض** تغیر ہو اور تغیر خود بھی صفتِ حدوث سے متصف ہے تو تَغَیُّرِ متصف عالَم کے لیے

قولہ:- **''اگر بالفرض''** :- یہ اس لیے فرمایا کہ یہاں یہ کہنے کی گنجائش ہے کہ آنِ حدوث میں عالَم کے لیے تغیر کہاں؟...... تغیر تو آنِ حدوث کے بعد تبدلِ اوصاف واحوال ومقام سے ہوا حالانکہ عالَم آنِ حدوث میں بھی حادث ہے نہ کہ بعدِ آنِ حدوث وصفِ حادث سے متصف ہوگیا۔ کہ حادث کا معنی ہے : موجود بعدِ عدم جو نہیں تھا پھر ہوا۔ تو یہ وصف تو عالَم کے ساتھ آنِ حدوث میں بھی تھا ، اور تغیر نہیں تھا۔ تو تغیر واقع میں وصفِ حادث سے عالَم کے متصف ہونے کی علت کہاں ہوا؟...... تو تغیر واسطہ فی الثبوت نہیں ہوا۔

ہاں تغیر سے انسان عقلی طور پر عالَم کو حادث جان سکتا ہے تو تغیر واسطہ فی الاثبات ہے ، واسطہ فی الثبوت نہیں۔ ←

حدوث سے متصف ہونے کا واسطہ فی الثبوت ہوگا اور عالَم اس واسطہ فی الثبوت سے ذوالواسطہ ٹھہرے گا۔

مگر واسطہ فی الاثبات سے عالَم ذوالواسطہ ٹھہرے یہ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ ثبوت اور اثبات **ایک نہیں**۔ بیانِ واسطہ میں **ثبوت** سے مراد ہے : **ثبوتِ صفت برائے ذوالواسطہ**۔ یعنی واسطہ کے سبب واقع میں ذوالواسطہ کے لیے کوئی صفت ہونا۔

حاشیہ علامہ **عماد بن یحییٰ بن علی فارسی علی القطبی وحاشیة السید** [ص۴۹] میں ہے

الوسط فی الثبوت وھو ما یفید لحوق الشیٔ للشیٔ فی الواقع.	واسطہ فی الثبوت کا معنی ہے : شیٔ کے لیے واقع میں کوئی صفت ہونے کا جو سبب وواسطہ ہو۔

جبکہ **اثبات** سے مراد ہے: **علمِ ثبوت**۔

الوسط فی التصدیق وھو ما یفید العلم بثبوت الشیٔ للشیٔ. [ایضاً]	واسطہ فی الاثبات کا معنی ہے : شیٔ کے لیے کوئی وصف ہونے کے علم کا جو سبب وواسطہ ہو۔

اور ثبوت سے مراد ہے : ثبوتِ صفت برائے موصوف۔ نہ غیر خبری۔ کیونکہ علم علمِ تصدیقی ہے ، اور علمِ تصدیقی متعلق نہ ہوگا مگر نسبتِ تامّہ خبریہ سے ، تو **علمِ ثبوت** میں ''**ثبوت**'' **یہی نسبت** ہے جس کے **طرفینِ** موصوف وصفت **اصغر** و **اکبر**۔ جیسے العالَم حادث کے بیچ کی نسبت۔

اب تغیر **اگر** عالَم کے لیے ثبوتِ صفتِ حدوث میں **بالفرض** واسطہ فی الثبوت تھا جس کا ذوالواسطہ عالَم تھا تو واسطہ فی الاثبات میں ''عالَم'' نسبت کے تحت ہوکر اور نسبت ''علم و اثبات'' کے تحت ہوکر سب واسطہ فی الاثبات میں چلے گئے۔

کیونکہ العالَم حادث میں تغیر اگر بالفرض واسطہ فی الثبوت تھا تو واسطہ فی الثبوت کے اعتبار سے معنی تھا : **صفتِ حدوث ہونے** کا ذریعۂ و **واسطہ** تغیر ہے ، **کس** کے لیے **ہونے** کا واسطہ؟..... عالَم کے لیے۔ تو عالَم ذوالواسطہ تھا۔

مگر تَغَیُّر کے واسطہ فی الاثبات ہونے پر معنی ہوگیا : عالَم کے لیے **صفتِ حدوث ہونے** کے **علم** کا ذریعہ و **واسطہ** تَغَیُّر ہے ، **کس کے لیے علم ہونے کا واسطہ**؟.....

کیا یہاں کہہ سکتے ہو؟..... کہ عالَم کے لیے؟..... ہرگز نہیں۔

بلکہ اُس کے لیے **جس نے نظر و فکر کی** ، مقدمات کی ترتیب دی ، اور برہان بنائی ، اُس کے لیے

⟵ مگر جنھیں اپنی کوردلی سے سیدھی سادی عبارت سمجھنے کے لالے پڑے ہیں یہ دقائق اُن کے خواب وخیال میں بھی کبھی آسکتے ہیں؟..... بندر کیا جانے ادرک کا سواد۔ فقط اسرار احمد نوری ۔ نوری دارالافتاء ۔

تَـغَیُّـر **عِلْم کا ذریعہ** ہے کہ اس تغیر کے ذریعہ وواسطہ سے وہ حدوثِ عالَم سے واقف ہوگا اور عالَم کے لیے صفتِ حدوث ہونے کا عالِم ہوگا۔

تو دیکھو! واسطہ فی الاثبات وصف سے متصف نہیں۔ اور اورکو وصف سے حقیقۃً متصف کردیا۔ مُتغَیِّر حدوثِ عالَم کا عالِم نہیں ، اور واسطہ بنانے والےکو عالِم کردیا۔

تو واسطہ فی الاثبات لامَحالہ واسطۂ غیر متصف ہے۔

یہ ہے امام اہلسنّت مجددِ قرنِ رابع عشر سیدی شاہ احمد رضا رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کی بےمثل عالی نظر عالی درک جس سے یہ فرمایا کہ

ـــ" خواہ وہ دوسرا جس نے اسے حقیقۃً وصف سے متصف کردیا خود اس وصف سے متصف نہ ہو ، جیسے واسطہ فی الاثبات میں "ـ ملخصاً

[الامن والعلیٰ ص۵۸ ، فتاوی رضویہ مترجم ۳۰/۳۴۷]

اور یہ ہے **سِــــر** اس کا کہ اُس وحیدِ عصر فریدِ دہر مجدّدِ مائۃ رابع عشر نے ...... جیسے سفیرِ محض میں ...... **نہیں** فرمایا ، بلکہ

ـ" جیسے واسطہ فی الاثبات میں "ـ

فرمایا ، تاکہ تنگنائے فلسفہ میں محبوس عقولِ متحیرانہ "واسطہ فی الثبوت" کے ساتھ ...... سفیرِ محض ...... دیکھ کر اس گفتگو کو واسطہ مع ذوالواسطہ کی گفتگو نہ سمجھ بیٹھیں اور

ـ" جیسے واسطہ فی الثبوت میں "ـ اور ـ" جیسے واسطہ فی الاثبات میں "ـ کو نظیر و مثال برائے تفہیم کے بجائے علی الاطلاق اطلاق وہمزبانیِ فلسفہ پر محمول نہ کرلیں۔

یہ وہ بندگانِ خدا ہیں جو فنونِ عقلیہ کی مزخرفاتِ مِلمع میں نہیں گھرتے ، اور بفضلہٖ تعالیٰ اہالیانِ فنون سے زیادہ امتیازِ صحیح وغلط کی نظر رکھتے ، بجاو بیجا میں فرق کرتے ، اور اُن سے بڑھ کر فنون کی گہرائیوں سے باخبر ہوتے ، اور فنونِ عقلیہ کی منصفانہ باتوں کو علومِ دینیہ کا خادم بناتے ہیں ، اپنے اُن اسلافِ اسلام وسنّیت کی اتباع میں جنھوں نے دنیا کی طرف محض وہی التفات کیا جو دین میں مفید و ثمرآور ہو۔

ـــ یہ گفتگو عقلی طور سے علم کی ہے۔ ورنہ شرعی طور سے تو عالَم اور اُس کے ذرے ذرے کا حادث ہونا مسلمان کا ایمان ہے کیونکہ یہ ضروریاتِ دین سے ہے

ـ" ملتِ اسلامیہ میں ذات وصفاتِ الٰہی عَزَّ جَلَالُہٗ کے سوا کوئی شئ قدیم نہیں "ـ

[الکلمۃ الملہمۃ ص۷۰ ، فتاوی رضویہ مترجم ۲۷/۴۶۸] ۱۲ منہ غُفِرَ لَہٗ

مگر کنویں کا مینڈک کیا جانے دنیا کی وسعت

اللہ پاک نے اپنے فضل سے جسے بے مثال فکرِ عمیق و نظرِ دور رَس عطاء فرمائی اور اپنے محبوبِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سچا نائب سچا وارث اور سچا والِہ وشیدا کیا اُسے زندانِ فلسفہ کی عقولِ اسیرانہ نے اپنے قید خانے میں نہ دیکھ کر فنونِ عقلیہ سے عاری سمجھ لیا۔ اور نہ جانا کہ فضلِ الٰہی نا متناہی ہے اور اُس کی عطاء تمہارے روکے رک نہیں سکتی اور تمہارے دعوے سے تمہیں مل نہیں سکتی۔ اُس مالک علی الاطلاق نے اپنے محبوب کے فدائی جس بندے کو نوازا اُس کے علم وفضل تفوق و برتری حمیتِ دینی اور سرحدِ ایمان کی جاں بکف نگہبانی کا اعتراف علمائے حرمین شریفین رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین نے کیا۔

نہ صرف دور سے سن کر بلکہ حج کے موقع پر اواخرِ ۱۳۲۳ھ اور اوائلِ ۱۳۲۴ھ میں بالمشافہہ ملاقات کے بعد کیا۔ چنانچہ فرمایا

فلما مَنَّ اللّٰہ تعالیٰ بھذا الاجتماع ابصرت من اوصاف کمالاتہ ما لا یستطاع ابصرت علَم عِلمٍ عالیَ المَنار.

جب اللہ تعالیٰ نے اس ملاقات سے احسان فرمایا میں نے وہ کمال ان میں دیکھے جن کا بیان طاقت سے باہر ہے میں نے علم کا کوہِ بلند دیکھا جس کے نور کا ستون اونچا ہے۔

بحر المنطق الذی یُکتسب منه لاٰلیه اَیَّ اکتساب.

منطق کا وہ دریا جس سے اُس کے **موتی حاصل کیے جاتے ہیں** اور کیسی خوبی کے ساتھ حاصل کیے جاتے ہیں۔

مختصراً [حسام الحرمین ص۱۱۲ ، تقریظ ⑦ حضرت علامہ سید مرزوقی علیه الرحمة والرضوان]

حضرت علامہ ابو الخیر میرداد علیه الرحمة والرضوان نے فرمایا

العلامة الفاضل الذی بتنویر ابصارہ یحُلّ المَشاکل والمَعاضل المسمّٰی باحمد رضا خاں کشاف مشکلات العلوم فی الباطن والظاهر.

علامہ فاضل کہ اپنی آنکھوں کی روشنی سے مشکلوں اور دشواریوں کو حل کرتا ہے احمد رضا خاں علموں کی مشکلاتِ ظاہر و باطن کا نہایت کھولنے والا۔

مختصراً [ایضاً ص۹۶ ، تقریظ ②]

حضرت علامہ عبد الحق امدادی مہاجر الٰہ آبادی علیه الرحمة والرضوان نے فرمایا

اصاب العلامة الحِبر الطِمطام الاریب اللبیب القَمقام مولٰینا احمد رضا خان فیما بسط و حقق اقسط وزعا وارشد و ھدیٰ فیجب ان یکون المرجع عند الاشتباہ الیه.

علامہ عالمِ جلیل دریائے پُر زخّار بحرِ ناپیدا کنار ہمارے مولیٰ احمد رضا خاں نے اس تفصیل و تحقیق میں راہِ صواب پائی انصاف کیا اور عدل کیا اور رہنمائی وہدایت کی تو واجب ہے کہ شبہہ کے وقت اسی تحقیق کی طرف رجوع کی جائے۔

مختصراً [ایضاً ص۱۰۴ ، تقریظ ⑤]

حضرت علامہ علی بن حسین مالکی علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمایا

هو مركز دائرة المعارف اليوم. — وہ آج دائرۂ علوم کا مرکز ہے۔

[ایضاً ص۱۲۳ ، تقریظ ⑩]

حضرت علامہ یوسف افغانی علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمایا

الذى افتخر بوجوده الزمان. — وہ جس کے وجود پر زمانہ کو ناز ہے۔

[ایضاً ص۱۴۰ ، تقریظ ⑭]

حضرت علامہ احمد مکی امدادی اجل خلفاء حضرت شاہ امداد اللّٰہ علیہما الرحمۃ والرضوان نے فرمایا

هو البحر الطَمطام ، اتى بالادلة الصحيحة غيرَ سِقام ، و حُقَّ ان يقال فى حقه انه قائم لنصرة الحق والدين وقمْع اعناق الملاحدة والمتمردين ، الا وهو التقى الفاضل والنقى الكامل عمدة المتأخرين واُسوة المتقدمين فخر الاعيان مولانا المولوى الشيخ محمد احمد رضا خان.

وہ دریائے زخّار ہے صحیح دلیلیں لایا جن میں کوئی علت نہیں اور سزاوار ہے کہ کہا جائے کہ وہ حق و دین کی مدد کرنے اور بیدینوں سرکشوں کی گردنیں قلع قمع کرنے پر قائم ہے سن لو وہ پرہیزگار فاضل ستھرا کامل ہے پچھلوں کا معتمد اور اگلوں کا قدم بقدم فخرِ اکابر مولٰینا مولوی حضرت محمد احمد رضا خان۔

[ایضاً ص۱۴۳ ، تقریظ ⑮]

حضرت علامہ عبد الرحمن دہان علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمایا

علامة الزمان واحد الدهر والاَوان الذى شهِد له علماء البلد الحرام بانه السيد الفرد الامام سيدى ومَلاذى الشيخ احمد رضا خان البريلوى.

علامۂ زماں یکتائے روزگار جس کے لیے علمائے مکۂ معظّمہ گواہی دے رہے ہیں کہ وہ سردار ہے بے نظیر ہے امام ہے میرے سردادر اور میرے جائے پناہ حضرت احمد رضا خاں بریلوی۔

[ایضاً ص۱۳۸ ، تقریظ ⑬]

ولو لم يكن بالمحل الارفع لما وقع منهم ذلك بل اقول لو قيل فى حقه انه مجدد هذا القرن لكان حقا و صدقا.

اگر وہ سب سے بلند مقام پر نہ ہوتا تو علمائے مکہ اُس کی نسبت یہ گواہی نہ دیتے بلکہ میں کہتا ہوں کہ اگر اُس کے حق میں یہ کہا جائے کہ وہ اس صدی کا **مجدد** ہے تو البتہ حق و صحیح ہو۔

[ایضاً ص۱۰۸ ، تقریظ ⑥ حضرت علامہ شاہ سید اسمٰعیل خلیل عَلَیۡهِمَا رَحۡمَةُ وَرِضۡوَانُ الرَّبِّ الۡجَلِیۡل]

حضرت علامہ عمر بن حمدان محرسی علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمایا

ذو التحقیق الباھر ، باقر مشکلات العلوم. — ایسی تحقیق والا جو عقول کو حیران کردے مشکلاتِ علوم کا کشادہ کرنے والا۔

مختصراً [ایضاً ص ۱۷۵ ، ۱۷۶ ـ تقریظ ۲۸]

حضرت علامہ سید شریف احمد برزنجی علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمایا

ذو التحقیق والتحریر و التدقیق و التحبیر عالم اھل السنة والجماعة جناب الشیخ احمد رضا خان البریلوی ادام اللّٰہ توفیقه و ارتفاعه. — صاحبِ تحقیق وتنقیح و تدقیق وتزیین **عالمِ اہلسنّت و جماعت** جناب حضرت احمد رضا خاں بریلوی۔ اللہ تعالیٰ اُس کی توفیق اور بلندی ہمیشہ رکھے۔

[ایضاً ص ۱۸۴ ، تقریظ ۳۱]

حضرت علامہ عابد بن حسین علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمایا

لمّا وفّق اللّٰہ لاحیاء دینه القویم فی هذا القرن ذی الفتن و الشر العمیم من اراد به خیرا من ورثة سید المرسلین سید العلماء الاعلام وفخر الفضلاء الکرام وسعد الملة والدین احمد السیر والعدل الرضا فی کل وَطَر العالم العامل ذو الاحسان حضرة المولیٰ احمد رضا خان فقام فی ذلک بفرض الکفایة. — جب کہ اس فتنوں اور عالمگیر شر کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اس دینِ متین کو **زندہ** کرنے کی اُسے توفیق بخشی جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا وہ جو سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وارثوں سے ہے علمائے مشاہیر کا سردار اور معزز فاضلوں کا مایۂ افتخار دینِ اسلام کی سعادت نہایت محمود سیرت ہر کام میں پسندیدہ صاحبِ عدم عالمِ باعمل صاحبِ احسان حضرت مولیٰ احمد رضا خان تو اُس نے اس باب میں **فرضِ کفایہ** ادا کردیا۔

[ایضاً ص ۱۲۰ ، تقریظ ۹]

حتیٰ کہ مخالفین جب اظہارِ انصاف پر آئے تو اُنہوں نے اُس امامِ ہُمام کے علم وفضل وعلوّ کا اعتراف کیا۔

مگر

اُس امامِ یکتا نے کفرِ وہابیہ دیوبندیہ پر جو بجلی گرائی جس کی دل جان سے تائید و پذیرائی علمائے حرمین شریفین نے ـ ۱۳۲۳ھ اور ۱۳۲۴ھ ـ میں فرمائی ...... جو حُسَامُ الۡحَرَمَیۡنِ عَلیٰ مَنۡحَرِ الۡکُفۡرِ وَالۡمَیۡنِ میں شائع ہوئی ...... اُس بجلی کی سوزش ان دشمنانِ دین کے سینوں سے کیسے جائے؟...... جب تک کہ کفر سے بیزار ہوکر اللّٰہ و رسول جَلَّ وَعَلَا وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں رجوع نہ لائیں۔

تو وہ سوزش ہے جو خس وخاشاک ہی سے سہی کچھ تسکین حاصل کرنے کے لیے بے چین کرتی ہے اور مفید ومضر سے بے پروا بنا کر دیوانہ وار بھٹکاتی ہے۔

ہاں ہاں وہابیہ دیوبندیہ کی عقولِ سوزاں میں انصاف کی کچھ رمق رہ گئی ہو تو ذہن کے دیدے کھول کر دیکھیں کہ عبارتِ الامن والعلیٰ میں سفیرِ محض کا لقمہ ٹھونسنے اور امامِ مُؤَیَّد مِنَ اللّٰہ پر لاف زنی کرنے سے اُن کے کفر کا کچھ مداوا ہوا؟...... یا چاند کا تھوکا اُن کے منہ پر پڑا اور داغِ کفر پر جہالت وغباوت و معصیت کا دھبہ اور بڑھایا۔

﴿عذاب ایسا ہوتا ہے اور بیشک آخرت کا عذاب بہت بڑا ہے﴾

[پ ۲۹ آیت ۳۳ سورۃ القلم]

دعوتِ حق

آج معاملہ اختیار میں ہے آنکھوں پر جیسی چاہو تعصب وعناد کی عینک لگالو مکابرہ کی پٹی چڑھالو آنکھوں دیکھا حق اَن دیکھا کردو مگر کل قریب ہے کلمہ کا دم بھرتے آخرت کا اقرار کرتے ہو تو بارگاہِ واحدِ قہار کا جواب بھی کچھ سوچو۔

بے ادبی ایسا نہیں کہ سمجھتے نہیں ہو اپنوں یا جنہیں اپنے خانے میں کرلیا اُن کے بارے میں تو اوروں کی بولی میں بے گنجائش کے بھی بے ادبی دیکھتے ہو۔

اور اللہ ورسول جَلَّ وَعَلَا وَ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف اپنے پیشواؤں کی بولیوں میں کان پر ہاتھ دھر لیتے ہو؟.....

حق آج ہی آشکار ہے

امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے دیوبندیہ پر کافر ہونے کا جو حکم دیا وہ حق ہے خالص حق ہے خالص اسلامی حکم ہے جس کی تائید وتصدیق ۱۳۲۳ھ اور ۱۳۲۴ھ میں حرمین شریفین کے علمائے اہلسنّت شَکَرَھُمُ اللّٰہ تعالیٰ مساعیھم الجمیلۃ و رضی عنھم اجمعین نے کی جن میں حضرت علامہ شاہ عبد الحق **امدادی مہاجر الٰہ آبادی** بھی ہیں نیز حاجی شاہ امداد اللہ مہاجر مکی کے خلیفۂ اعظم حضرت علامہ احمد مکی امدادی بھی ہیں۔ پھر ۱۳۴۵ھ میں ہندوسندھ کے علمائے اہلسنّت نے کی جو الصوارم الھندیہ میں شائع ہوئی اور اس خالص حق اور خالص اسلامی حکم میں جو شبہات معاندین نے لانا چاہے اکابر اعاظم علمائے اہلسنّت کے کتب ورسائل میں ان کا متین و کامل استیصال ہوا جس کا ایک سہل خلاصہ اور شبہاتِ جدیدہ کا بے مثال قلع قمع رسالۂ مبارکہ ''تابشِ شمشیرِ

حرمین‘‘ میں ہے جو ’’حسام الحرمین‘‘ کے ساتھ شائع ہے۔

تو حق کا آفتابِ روشن

باطل کی بدلیوں سے چھپ نہیں سکتا۔ سوچیں سوچنے والے غور کریں غور کرنے والے۔ یہ امتحان کا گھر ہے معاملہ آج اختیار میں ہے اور توفیق میرے رب کے دستِ قدرت میں ہے۔

وھو حسبی و نعم الوکیل والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الجلیل وعلیٰ آلہ وصحبہ وحزبہ وابنہ الکریم الغوث الاعظم الجیلانی اجمعین والحمد للّٰہ رب العلمین.

فقط

فقیر **محمد کوثر حسن** قادری رضوی غفرلہ



نوری دارالافتاء

دارالعلوم نوری نوری نگر ۳۱۹ گدرہوا بلرامپور یو پی پن ۲۷۱۲۰۱

۲۲ر ماہِ سرور ربیع النور ۱۴۴۲ھ روزِ ایمان افروز وہابیت سوز دوشنبہ مبارکہ ۹ ۔ ۱۱ ۔ ۲۰۲۰ء